امجد اقبال خان
دانشجوی دکتری، دانشگاہ جواہر لعل نہرو، دہلی نو

عہد جہانگیری کے

اولیا و مشائخ و صوفیا کا تذکرہ

گلزار ابرار: مصنفہ محمد عوثی نظاری

تذکرہ نویسی کی روایت اصلاً ہندوستان سے شروع ہوتی ہے اور ناصر الدین قباچہ کے عہد میں سب سے پہلا تذکرہ شعرا لباب الالباب ۶۱۸/۲۲-۱۲۲۱ء میں لکھا گیا اس کے بعد یہ سلسلہ روز افزون ترقی کر کے عہد مغلیہ تک بام عروج پر پہنچ گیا اسی طرح برصغیر ہندو پاک میں صوفیا، علمأ اولیاء اللہ و مشائخ کے بھی بے شمار تذکرے کیے گئے مثلاً محمد بن مبارک کرمانی کا تذکرہ "سیر الاولیا" (۱۳۱۸-۱۳۵۱) جس میں سلسلہ طریقت کے مشائخ کے احوال بیان ہوئے ہیں، دیگر لطائف اشرافی حالات ملفوظات حضرت سید اشرف الدین جس سے عمومی تذکرہ نویسی کی شروعات ہوتی ہے۔ اس کے بعد دیگر علمأ نے بھی کئی تذکرے لکھے جن میں جمالی دہلوی کا سیر العارفین ۹۳۷ھ/ بمطابق ۱۵۳۰ء، شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا اخبار الاخیار ۹۹۹ھ/ بہ مطابق ۱۵۹۰ء وغیرہ ہیں۔

گلزار ابرار بھی اولیاء صوفیا و مشائخ کا ایک عمومی تذکرہ ہے جو جہانگیر کے عہد میں ۱۰۱۴ھ بمطابق ۱۶۰۵ء میں لکھا گیا اور جہانگیر بادشاہ کے نام معنون کیا گیا ہے۔ اس تذکرہ

کے مصنف محمد غوثی نظاری ہیں جو نظاری سلسلہ کے ایک بہت بڑے بزرگ تھے۔ البتہ محمد غوثی کے نام کے بارے میں کئی رائیں ہیں مثلاً C.A.Storey نے اپنی کتاب Persian Literature Vol. IPI میں ان کا نام غوثی بن حسن بن موسیٰ نظاری لکھا ہے۔

مولانا عبدالحی کی نذہت لخواطرص: ۶۱ میں اسے محمد غوثی الحسن المانڈوی کہا گیا ہے۔

ایک اور نسخہ جو A Vanow Curzon Collection of Asiatic Society Colcutta میں ہے اس میں محمد غوثی بن حسن بن موسیٰ حیدر آبادی نیز فہرست نسخہ ہای خطی فارسی، کتابخانہ رامپور کے مطابق محمد بن حسن بن موسیٰ گجراتی حیدر آبادی ہند لکھا ہے۔

محمد غوثی کا تذکرہ گلزار ابرار میں ۵۷۵ یا تقریباً ۶۰۰ اولیاء و مشائخ کے احوال (جن میں سے کچھ کے احوال ضمناً آئے ہیں) درج ہیں:

بقول Ivanow کے اس تذکرہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بعض احوالِ صوفیا، موقع بہ موقع تصوف کے بعض نکات بلکہ وحدۃ الوجود کے اقوال بھی بیان کئے گئے ہیں جس وجہ سے اس تذکرہ کی اہمیت بڑھ جاتی ہے نیز عبدالحق محدث دہلوی کے اخبار الاخیار پر کئی مفید اضافے بھی کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ معروف علماء و مشائخ کے احوال کے ساتھ ان کے سنین وفات بھی درج ہیں جن سے دیگر تذکرہ نویسوں نے اجتناب کیا ہے۔ اولیا و مشائخ و صوفیا کے حالات کے علاوہ اس میں گجرات کی تاریخ و جنگ کے اہم واقعات کو بھی مصنف نے ضبط تحریر میں لایا ہے۔

اس تذکرہ کے تقریباً ۱۰ نسخے مختلف لائبریوں میں موجود ہیں:

۱ Bibliothica Lindesiana جو آجکل Rylands Library مانچسٹر میں منتقل ہوگیا ہے۔ اس نسخہ کی کتابت ۶۸-۱۶۶۷ء میں ہوئی یہ ایک مکمل نسخہ ہے اور

خط نستعلیق میں ہے۔ جسکی فوٹو گراف کاپی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ میں ہے۔(بحوالہ Storey)

Semonov's Cataloguage of Bukhara مخطوطہ نمبر ۹۴ کتابت ۶۸-۱۶۶۷ء(بحوالہ Storey)

رضا لائبریری رامپور مخطوطہ نمبر ۶۲۸۷-۳۸۹ اوراق، کاتب ابوالکلام جس نے اسکی شہر ٹھٹھہ میں ۱۶۸۱ء میں کتابت کی۔

Ivanows Cateloguage of Asiatic Society Calcutta

مخطوطہ نمبر: ۲۵۹، کتابت ۴۳-۱۷۴۲ء بحوالہ: Storey

سالار جنگ میوزیم لائبریری حیدر آباد جسکی کتابت غالباً ۱۷۴۴ء میں ہوئی لیکن یہ نسخہ نامکمل ہے۔(بحوالہ ڈاکٹر ذکی)

Riew's Catalogue of British Museum, London جسکا مخطوطہ چند اقتباسات پر مشتمل ہے اور تقریباً ۱۸۵۰ء کا لکھا ہوا ہے۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی لائبریری حبیب گنج کلکشن، اوراق ۱۴۸، کتاب ۱۸۶۷ء جو عبدالاحد خانصاحب مہتمم آصفیہ لائبریری حیدر آباد کی وسیلہ سے منتقل ہوا ہے۔

ایوانوز کرزن کلکشن ایشاٹک سوسائیٹی کلکتہ میں ۳ اوراق کا ایک مخطوط ہے جس میں صرف حضرت معین الدین چشتیؒ کے حالات دیئے ہوئے ہیں سنہ کتابت درج نہیں ہیں۔(بحوالہ: Storey)

منشی اللہ یار خاں ساکن اجین، پرائیویٹ کلکشن بحوالہ فضل احمد جے پوری مترجم گلزار ابرار۔

۱۰۔ سخاوت علی خسرو کراچی پرائیویٹ کلکشن بحوالہ محمد ارشد قریشی (نگرانِ اعزازی اسلامک فاونڈیشن لاہور)۔

اس طرح Storey نے ۶ مخطوطات کے حوالے دیئے ہیں اور ڈاکٹر ذکی صاحب نے سالار جنگ میوزیم کا حوالہ دیا ہے جسے Storey نے نہیں دیا۔

ایک مخطوط رامپور کا راقم نے معلوم کیا ہے جو نہ Storey کی کتاب میں درج ہے اور نہ ہی ڈاکٹر ذکی نے اسکا حوالہ دیا ہے ڈاکٹر ذکی نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے مخطوط کا بھی حوالہ نہیں دیا ہے۔

اس تذکرہ کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے جسے فضل احمد جیپوری نے ۱۹۰۸ء میں کیا اور اس کا عنوان ''اذکار ابرار'' رکھا جو تاریخی نام ہے جو مطبع مفید عام (آگرہ) سے شایع ہوا ہے۔ اس ترجمہ کی اشعات ثانی ۱۹۷۵ء میں اسلامک بک فاونڈیشن لاہور سے ہو چکی ہے۔ جسکا پیش لفظ محمد ارشد قریشی نے لکھا ہے۔

گلزار ابرار کے متنِ فارسی کو شعبہ تاریخ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ڈاکٹر ذکی نے Edit کیا ہے جو پہلی مرتبہ خدا بخش لائبریری پٹنہ سے ۱۹۹۴ء میں اور دوسری مرتبہ ۲۰۰۱ء میں شایع ہوا ہے۔

مصنف تذکرہ گلزار ابرار نے کتاب کے آخری حصہ میں اپنی زندگی کے حالات کو بیان کیا ہے مختصراً اس طرح ہیں۔

محمد غوثی ۹۶۲ھ / بمطابق ۱۵۵۱ء میں قصبہ مانڈو جود مالوہ شہر (موجودہ اندور) سے دس بارہ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے پیدا ہوئے۔ بچپن میں قرآنِ شریف کی تعلیم شیخ وجہہ الدین علوی سے حاصل کی، ۱۱ سال کی عمر میں ۱۹ / ۱۶۱۸ء والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ والد کی خواہش کے مطابق آپکو عرفانی و وجدانی کمالات حاصل تھے اور یہ سلسلہ ان کے انتقال کے بعد بھی جاری رہا (بحوالہ ماثر الاکرام دفتر اول ص: ۲۳)۔

۱۷سال کی عمر میں رشتہ ازدواج میں باندھ دئے گئے لیکن اس کے باوجود تحصیل معرفت واستغراق میں زرہ برابر بھی کمی نہیں آئی اور پوری زندگی اس راستہ پر چل پڑے اور ایک بھی سانس علم کا راستہ چلے بغیر نہ لیا۔ بحوالہ ترجمہٗ اردو اذکار ابرار)۔ تذکرہ گلزار ابرار میں سب سے پہلے مقدمہ ہے۔ جس میں حمد وثنا کے بعد ابی اسماءٗ کی جنگ کی داستان عجیب دلچسپی کے ساتھ لکھی ہے۔

پھر کتاب چار حصوں میں جسکو مصنف نے ''چہار چمن'' لکھا ہے تقسیم کیا ہے۔

اول چمن ساتویں صدی ہجری کے ۴۸ صوفیا، علماء پرہیز گاران، خدا پرستان ومجذوبان کے احوال وافعال پر مشتمل ہے ان احوال کا ''یاد'' نام رکھا ہے۔ ضمناً اولیاٗ کے کرامات وان کے فرزندان وخلفای کے کرامات بھی بیان کے درس مثلاً مولانا یوسف ملتانی جنکی پیدایش گردیز علاقہ میں ہوئی مگر ۵۵۰ھ میں ترک سکونت کر کے ملتان آ بسے جو بے شمار کرامات کے حامل تھے جو ان کی موت کے بعد ظہور میں آئیں مصنف نے ان کی ایک کرامت کو اسطرح بیان کیا ہے۔ کہ ''جب کوئی شخص آپکی قبر کے پاس جاتا تو آپ قبر کے اندر سے ہاتھ نکال کر مرید کا ہاتھ پکڑ لیتے ان کا یہ سلسلہ شیخ صدر الدین ابن بہاء الدین ذکریا کے زمانے تک چلا۔ ایک دن شیخ صدر الدین شیخ یوسف کی قبر پر پہنچے اور فرمایا یوسف ہاتھ اندر کھینچ لو اور دراز دستی چھوڑ و اس کے جواب میں قبر سے آواز آئی لے ہٹا دیا''۔ غرضیکہ مصنف نے اسی طرح کئی دیگر صوفیوں کی کرامات کا بیان کیا ہے۔

دوم چمن ۸۱ مشائخ کے بیان پر مشتمل ہے ضمناً دیگر علماٗ کے بھی حالات آئے ہیں یہ چمن ان اصحاب کے حالات ومعارف کے بارے میں ہے جو آٹھویں صدی ہجری میں عربی و فارسی کے علماٗ تھے۔ اس چمن میں بھی مصنف نے شیخ بابو چشتی کی کرامات میں سے ایک کرامت اس طرح بیان کی ہے۔

''شیخ شیدا آپکے مرید تھے اور ذات سے جولاہا تھے۔ آپ یعنی شیخ بابو اپنے مرید کے

بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے۔ ایک دن خادم نے اپنی کمینہ خصلت و گرسنگی کے سبب آپ سے کہا کہ ایک جولاہا کب اس قابل ہوسکتا ہے کہ اسکا انتظار کیا جائے آپ سے فرمایا کھانا لاؤ جب دیگ سے سرپوش ہٹایا گیا تو دیگ میں کیڑے کھلانے لگے آپ نے فرمایا سرپوش ڈھک دو جب تک شیدا نہ آجائیں۔ شیدا کے آنے پر دوبارہ سرپوش ہٹایا گیا تو کھانا بالکل پاک صاف تھا"۔

سوم چمن: میں نویں صدی ہجری کے اصحاب کے حالات و واقعات تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں اس میں ۵۳ مشائخ کے حالات درج ہیں۔

چہارم چمن: دسویں صدی ہجری کے ۳۹۲ مشائخ کے طریقۂ رفتار اور ان حالات پر مشتمل جن میں سے بیشتر مصنف کے ہمعصر تھے۔ یہ چمن سب سے طویل ہے اور بہت اہم ہے چونکہ اسمیں سلسلۂ نظاری کے مشائخ جو خود مصنف کے ہمعصر تھے ان کے احوال درج ہوئے ہیں اور مصنف تذکرہ سے ان مشائخ کے احوال کی بابت بہت سی مستند و مفید کتابوں، تذکروں، نفوظات سے استفادہ کیا ہے اور جن کی سرگذشت مصنف نے لکھی ہے ان مشائخ کی متعدد تصنیفات بھی مصنف کے زیر مطالعہ رہیں نیز آپنے سیاسی تواریخ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ ان مشائخ وصوفیاً کی تفصیلات آپنے ان کے ورثاً سے حاصل کیں جو ان کے موادِ تحریر کے لئے کافی تھیں۔

غرضیکہ پوری کتاب اول تا آخر انوکھے استعارات و اچھوتی تشبیہات سے پُر ہے جو اس کتاب کی جان ہے۔

احذاف

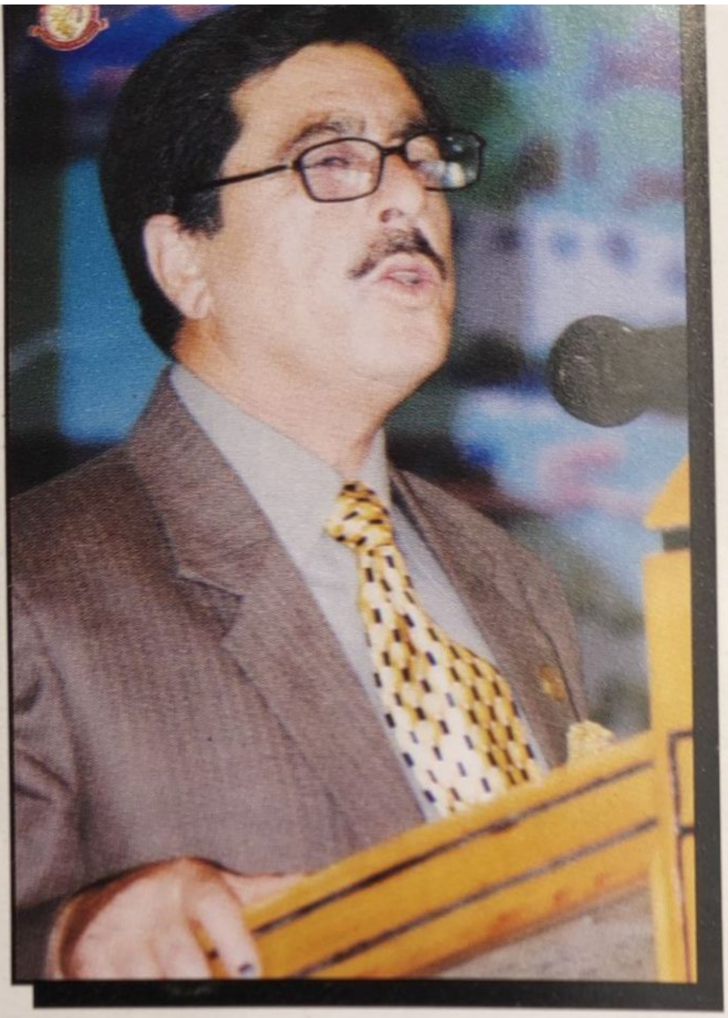

ریاست بخش فارسی در کنگرہ خطاب می کنند۔

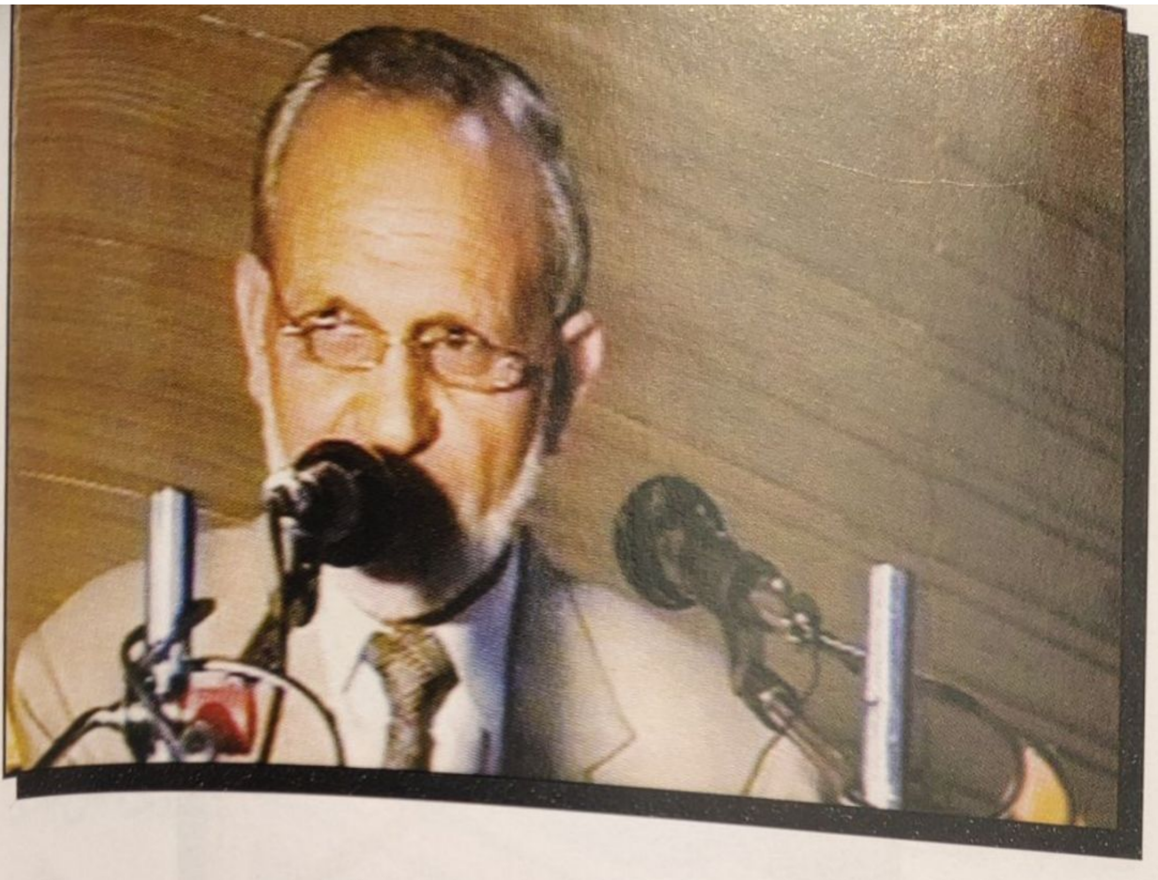

شیخ الجامعہ کشمیر کنگرہ راافتتاح میفرمایند

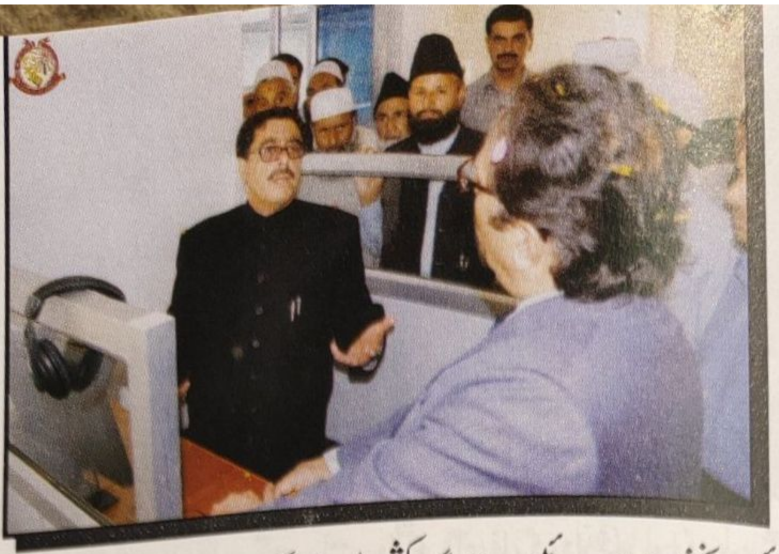

رئیس بخش فارسی بہ رئیس دانشگاہ کشمیر لبراتور کپوتر وزبان رانشان میدہد۔

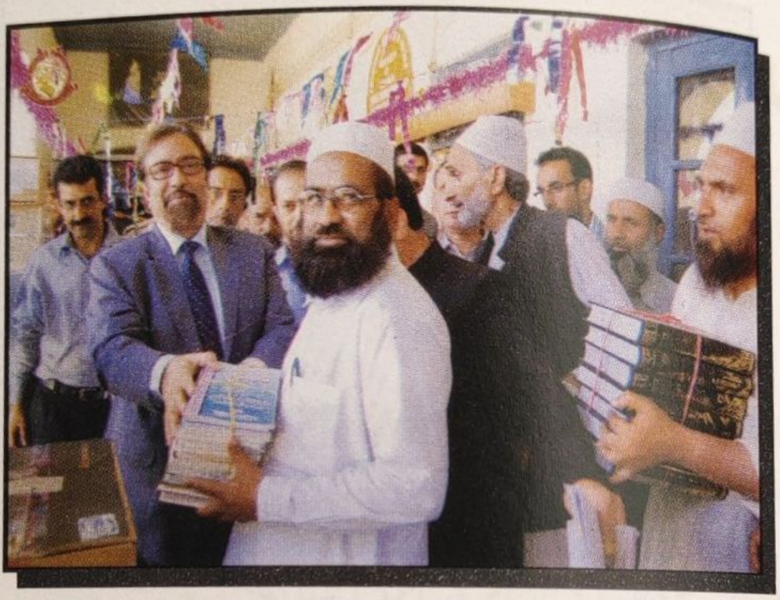

رئیس دانشگاہ بہ رئیس دانشکدہ ہای کشمیر از بخش فارسی ہدیہ دادند۔

رئیس بخش فارسی سمینار سالانہ راافتتاح می فرمایند۔

دانشجویان فارسی دانشکدہ ہای علوم شرقیہ شرکت دارند۔

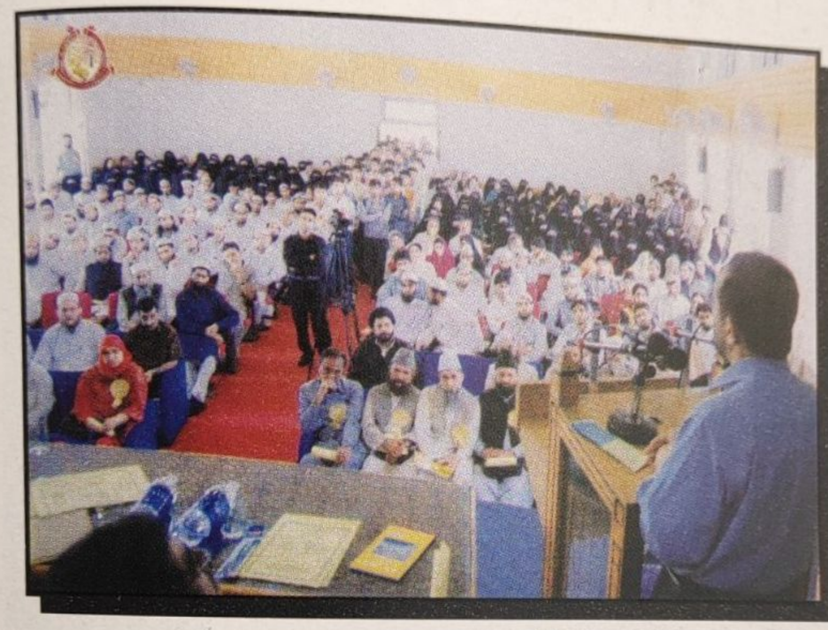

شرکت بہ سیمینار۔

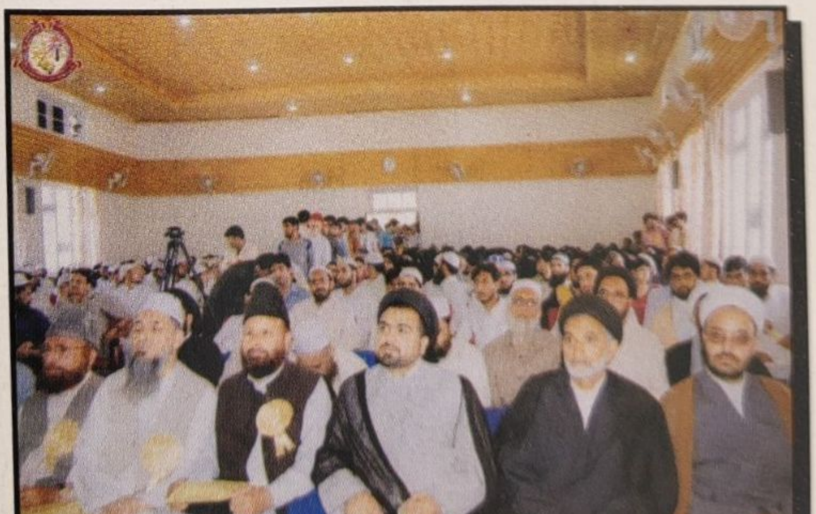

استادان ودانشجویان فارسی دانشکدہ ہای ناحیہ کشمیر۔